بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کا فیصلہ .... نکاح بدون ولی

سپریم کورٹ آف پاکستان نے حال ہی میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے جائز ہونے کا فیصلہ دیا ہے ،اس فیصلہ کی اخباری رپورٹ ۲۰ دسمبر ۲۰۰۳ کے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

ولایت نکاح فقہ المعاملات کے اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ولایت کے لغوی معنی ہیں : محبت و نصرت ، غلبہ واقتدار۔ معنیٰ اول قرآنِ کریم کی اس آیتِ مبارکہ سے مترشح ہے : ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا فان حزب الله هم الغالبون ﴿٥٦ المائدة﴾ اور دوسری جگہ ہے والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض۔ فقہی اصطلاح میں ولایت سے مراد ہے القدرة على مباشرة التصرف من غير توقف على اجازة احد۔ یعنی کسی اور سے اجازت کی ضرورت کے بغیر خود متصرف فی الامر ہونا یا خود فیصلہ کرنے کی قدرت ہونا۔اس طرح کے متصرف فی الامر یا فیصلہ کرنے پر قادر شخص کو متولیٔ عقد یا ولی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم کے یہ الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں : فليملل وليه بالعد ل .کہ اس معاملہ کا مالک عدل کے ساتھ اسے لکھوا دے (نوٹ کروادے)

ولایت کی مختلف اقسام ہیں فقہِ حنفی میں ولایت تین طرح کی ہے ،ولایتِ مال۔ ولایتِ نفس اور ولایتِ نفس و مال۔ فقہی اصطلاح میں اسے ولاية على المال۔ ولاية على النفس اور ولاية على النفس والمال کہا جاتا ہے۔واضح رہے کہ ولاية على النفس کا تعلق شخصی اور ذاتی مصالح سے ہے جیسے کسی معذور یا کم فہم کی تعلیم وتربیت ،علاج ،معالجہ یا نکاح کا اہتمام کرنا۔ولایتِ مال کا تعلق مالی معاملات میں تصرف سے ہے یعنی کسی ایسے شخص کے مالی معاملات کو سنبھالنا جو اپنی کم فہمی یا نقصانِ عقل کی بناء پر حفاظتِ مال کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ولاية على المال والنفس کا تعلق کسی بھی شخص کی ذاتی اور مالی ضَروریات سے ہے۔سو،جو شخص کسی کے شخصی اور مالی معاملات کی دیکھ بھال کرے گا گویا وہ ولایتِ مال و نفس کا فریضہ انجام دے رہا ہوگا ، یہاں یہ بات یاد رہے کہ ولایت مال کسی

بھی فرد کے باپ، دادا، یا باپ اور دادا کے وصی کو یا قاضی کے وصی کو حاصل ہوتی ہے، جبکہ ولایتِ نفس ومال یعنی تیسری قسم کی ولایت صرف باپ اور دادا کو حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ولایت کی دو قسمیں ولایت اجبار اور ولایتِ اختیار ہیں۔ ولایتِ اجبار کی تعریف فقہاء نے یوں بیان کی ہے ھی تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی۔ یعنی کسی دوسرے شخص پر اپنی مرضی تھوپنا یا اپنی بات کو نافذ کرنا اگر چہ اسے پسند ہو یا ناگوار گزرے۔ جبکہ ولایتِ اختیار سے مراد کسی شخص کے حق میں تصرف کا اختیار ہے۔ فقہائے احناف کے ہاں ولی کو حاصل ہونے والی ولایت ماسوا مخصوص احوال کے ولایتِ اختیاری ہوتی ہے کہ کوئی عاقلہ بالغہ لڑکی اپنا نکاح اپنی مرضی سے کر سکتی ہے مگر چونکہ اس سے اس اہم معاملہ میں ناتجربہ کاری کی بنا پر اپنے مصالح کی وہ رعایت معرضِ خطر میں ہے جو اس کا ولی کر سکتا ہے لہذا مستحب ہے کہ وہ اپنے نکاح جیسے اہم امر کا اختیار اپنے ولی کو سونپ دے۔

ولایت کے حوالہ سے اس مختصر سی تمہید کے بعد یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ نکاح کے اصل فریق مرد و عورت ہوتے ہیں نہ کہ مرد اور لڑکی کا ولی، اس لئے ان دونوں کو اپنا یہ معاملہ طے کرنے کا اختیار دینا مستحسن ہے۔ جن اہلِ علم نے بالغہ کے نکاح میں ولی کی شرط رکھی ہے ان کا خیال یہ ہے کہ اگر لڑکی کو مطلق اختیار اپنے نکاح کا دے دیا جائے تو وہ کوئی غلط سلط فیصلہ کر بیٹھے گی جو بعد کو خود اس کے لئے اور اس کے ولی کے لئے پریشانی کا باعث ہو گا۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس خوف سے اس سے اس کا جائز حق غصب کر لیا جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اس کے ولی سے اس قسم کی کوئی غلطی نہ ہو گی، کیا فی زماننا ایسا نہیں ہوا کہ ماں باپ نے بہت سوچ سمجھ کر رشتہ طے کیا اور نکاح ہو گیا مگر سال بھر میں یا اس سے بھی کم عرصہ میں تفریق ہو گئی۔

شریعت کا منشا عورتوں کو ان کے جائز حقوق دینا ہے۔ ہاں البتہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر لڑکی سے یہ کہ دیا جائے کہ چونکہ تمہیں اپنے نکاح کا خود اختیار ہے اس لئے جاؤ اور اپنا جوڑ خود تلاش کر کے جہاں چاہو نکاح کر لو۔ بلکہ مناسب اور باوقار انداز کی بات یہ ہے کہ وہ ولی کے توسط سے نکاح کرے اس کی غیرت وحمیت اور فطری حیاء وشرم اسی بات کے متقاضی ہیں چنانچہ اسکے نکاح کا اہتمام ولی روالدین ہی کریں گے، مگر لڑکی کی مرضی اس سے پوچھ کر حتمی فیصلہ کیا جائے گا یہی ائمہ احناف کا موقف ہے کہ وہ بالغہ کے نکاح کے لئے ولی کو شرط قرار نہیں دیتے۔ جبکہ امام شافعی کے

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

نزدیک ولی کے بغیر نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل کے نزدیک ولی کا ہونا شرط ہے۔ امام مالک بھی ولی کی اجازت ضروری قرار دیتے ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان اور اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ فقہِ حنفی کی مقتضیات پوری کرتا ہے اور پاکستان کی اکثریتی آبادی کے لئے فقہاء کی بیان کردہ تصریحات کے مطابق اس کے نافذالعمل ہونے میں کوئی قباحت نہیں تاہم دیگر مذاہب / مسالک کے پیروکاروں کو اس بات کی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں اپنے اپنے فقہاء کی بیان کردہ ادلہ کے مطابق اپنے معاملات میں اپنی فقہ کو Follow کرنے (اپنانے) میں آزاد ہوں۔ آزادی پسند اور اباحیت کو عام کرنے کی خواہش مند این جی اوز کی وظیفہ خوار خواتین کے لئے اس میں خوشی کی کوئی بات نہیں کہ اس سے پاکستان کے فیملی سسٹم کو مزید تقویت ملے گی اور لوگ محتاط ہو کر یہ کوشش کریں گے کہ اس سے قبل کہ بچیاں اپنا مستقبل بنانے کے حوالہ سے کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھیں ان کی رضامندی سے وہ خود ہی ان کے مستقبل کا جلد فیصلہ کریں گے۔

اسلامی بنکاری میں مثبت پیش رفت

اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے اپنے سیٹ اپ میں ایک مستقل اسلامک بنکنگ ڈیپارٹمنٹ قائم کرنے کے بعد اب اپنا شریعت بورڈ بھی تشکیل دے دیا ہے۔ جس میں ملک کے ممتاز ماہرینِ علوم اسلامی و بنکاری کو رکن نامزد کیا گیا ہے۔ ہم اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے شریعہ بورڈ کے چیئرمین جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب اور دیگر اراکین کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ وہ اسلامی بنکاری کے سلسلہ میں اپنی کوششیں مزید تیز تر کرتے ہوئے اس راہ میں حائل دیرینہ رکاوٹوں کو جلد دور کرلیں گے۔

ادھر صوبہ سرحد میں بنک آف خیبر نے اسلامی بنکاری کی باضابطہ افتتاحی تقریب کرڈالی ہے اور عوام کو اسلامی بنکاری کے ثمرات سے مستفید ہونے کی دعوت دی ہے۔ مگر عوام اس بنکاری کے شعبہ سے صحیح معنوں میں اسی صورت میں مستفید ہوسکیں گے جب انہیں اس کی تفصیلات کا علم ہوگا اور تفصیلات کے لئے ضروری ہے کہ بنک اتھارٹیز الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اس کی